رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے

رجسٹرڈ ایل نمبر

ہفت روزہ اخبار

بدر

قادیان

ایڈیٹر: میر قاسم علی احمدی

جلد ۱۸ | قادیان مورخہ ۲۸ نومبر ۱۹۳۳ء مطابق ۹ شعبان ۱۳۵۲ھ | نمبر ۳۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی صحت ہفتہ زیر اشاعت میں بفضلہ تعالےٰ قابل حمد ہے ٭

(۲) مکرمی میر محمد اسحٰق صاحب ناظر ضیافت بخار دمہ بخارد دورہ دمہ علیل ہیں - احباب ان کی صحت کے لیے دعا فرماویں ٭

(۳) مخدومی ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب بسول سرجن اپنے عزیز بھائی میر محمد اسحٰق صاحب کی علالت کی خبر سنکر رہتک سے تشریف لائے ٭

(۴) ۲۶ و ۲۷ نومبر کی درمیانی شب کو نصف شب کے قریب سخت ژالہ باری اور بعد میں بارش ہوئی - جس سے سردی ہو گئی ٭

(۵) ۲۶ نومبر کو قادیان میں زیر اہتمام مقامی انجمن احمدیہ قادیان تعلیم الاسلام ہائی سکول کی گراؤنڈ میں صبح ۸½ سے جلسہ سیرۃ النبی شروع ہوا - پہلے ۲۵ پارٹیوں پر مشتمل ایک لمبا جلوس نکلا - جو تمام قصبہ سے گذرتا ہوا ۱۱ بجے واپس جلسہ گاہ میں پہنچا - ۱۱ بجے طلباء جامعہ احمدیہ و مدرسہ احمدیہ کی تقریریں زیر صدارت حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ ۲ بجے تک ہوئیں - دوسرا اجلاس شاعرہ بعد نماز ظہر ہوا - جو عصر تک رہا تیسرا اجلاس بعد نماز عصر ہوا - جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے سیرۃ النبی اکرم صلعم پر مختصر مگر پُر معارف تقریر فرمائی - اور نماز مغرب پر دعا فرما کر جلسہ بخیر و خوبی ختم فرمایا ٭ سامعین میں بعض معزز ہندو اصحاب قادیان بھی تھے -

نقل اعلان ناظر امور عامہ قادیان

مندرجہ اخبار الفضل ۵ ستمبر ۱۹۳۳ء

"حال حال کی مجلس مشاورت میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے بیکاری کے انسداد کیلئے جو تجاویز فرمائی تھیں ان میں سے ایک تجویز یہ بھی تھی کہ چھوٹی چھوٹی گھریلو صنعتوں کے اجراء کی کوشش اور تحریک کیجائے ..... میں احباب جماعت کو جہاں یہ تحریک کرتا ہوں کہ وہ اپنے اپنے مقام پر ان صنعتوں کیطرف توجہ کریں ..... وہاں میں اس امر کا خوشی سے اظہار کرتا ہوں کہ قادیان میں ..... ایک کارخانہ جاری کیا گیا ہے جسمیں حسب ذیل اشیاء تیار کیجاتی ہیں:- (۱) صابن کپڑے دھونے کا (۲) صابن نہانے کا (۳) خوشبودار تیل (۴) عطریات (۵) سیاہی برائے فونٹین پن (۶) لکھنے کی سیاہی (۷) ویزلین خوشبودار

"سلک سوپ"
ریشمی و اونی کپڑے دھونے کے لئے دنیا کا بہترین صابن ہے - قیمت فی ٹکیہ ۰۲ر

"انجور شنائی"
سے بہتر فونٹین پن اور عام قلم سے لکھنے کیلئے دنیا میں کوئی سیاہی نہیں
قیمت
پتھر کی بڑی بوتل ۱۴ر
شیشے کی چھوٹی بوتل ۰۳ر

"سنو ٹائلٹ سوپ"
نہانے کے لئے نہایت خوشبودار - اور جلد کو ملائم کرنیوالا ایک ہی صابن ہے
قیمت فی ٹکیہ ۱۴ر

بیرونی جماعتوں کو بھی قادیان سے منگوائیں تاکہ دوکانوں کی حوصلہ افزائی ہو - اور آئندہ اس قسم کی مزید صنعتیں جاری ہو سکیں - مینجر صاحب کارخانہ تجارت پیشہ اصحاب کو تھوک مال خریدنے پر خاص رعایت دینگے تفصیلات زریعہ خط و کتابت طے کیجا سکتی ہیں - یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بعض جگہوں کے احباب اپنی اپنی ضروریات کے مطابق اکٹھی چیزیں منگوا لیں پھر آپس میں تقسیم کر لیں ٭ مینجر صاحب کارخانہ سے پتہ ذیل پر خط و کتابت کیجائے ٭ مینجر کارخانہ سنو سوپ اینڈ پیرفیومری کمپنی قادیان

ناظر امور عامہ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایڈیٹر فاروق کی مجبوری

— اور —

فاروق کے متعلق آخری اعلان

آج میں نہایت افسوس کے ساتھ ناظرین و خریداران فاروق کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ وہ فاروق جو محض خدا کے فضل سے ۱۸ سال کی عمر کو پہنچ گیا۔ اور اس عرصہ میں جن جن مشکلات مالی میں سے گذرتا رہا۔ اس کا بیان طویل ہے۔ مختصر یہ کہ ہر سال فاروق کو دو اور تین سو کے درمیان مقروض رہکر زندگی کو قایم رکھنا پڑا۔ آخر یہ ہمیشہ کی قرضداری کہاں تک نبھائی جاسکتی تھی۔ اس لئے میں نے مجبور ہوکر اب ارادہ کر لیا ہے۔ کہ دسمبر ۳۳ء تک سال رواں کو ختم کرکے آئندہ فاروق کو جب تک کہ خدا کوئی اس کے لئے بہتری کے سامان عطا کرے بند کر دیا جائے۔ فاروق کی اشاعت صرف تین سو ہے۔ اور اس اشاعت میں کوئی اخبار زندہ نہیں رہ سکتا۔ یہ صرف احمدیت کی ہی غیرت تھی۔ جس نے فقط کسار ایڈیٹر فاروق کو باوجود سالانہ زیر باری کے اس ارادہ سے باز رکھا۔ کہ فاروق کو بند کر دے۔ لیکن اب میری طاقت سے باہر ہے۔ کہ میں تین سو کی اشاعت پر فاروق کو جاری رکھ سکوں۔ فاروق سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ایک دیرینہ خادم ہے۔ اور خالص تبلیغ سلسلہ کے لئے اس کو جاری کیا تھا۔ اور خدا کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ اس دم تک فاروق خالص تبلیغی اخبار ہی رہا۔ اندرونی اور بیرونی دشمنان سلسلہ و اسلام کی اپنی مقدور بھر زبان بند کرتا رہا۔ گو دشمنان سلسلہ و اسلام کی یہ پرانی تمنا تھی۔ کہ فاروق کسی طرح مٹ جائے۔ مگر افسوس کہ ان کی یہ آرزو ناظرین و خریداران فاروق کے ہاتھوں سے پوری ہوتی ہے۔ کہ باوجود بار بار کی اطلاعوں کے کہ فاروق کی اشاعت نہایت کم ہے۔ احباب اس کی توسیع اشاعت کی طرف توجہ فرما کر کم از کم ہر ایک خریدار ایک ایک دو دو جدید خریدار عطا کر دے۔ سوائے دو چار کے کسی نے بھی توجہ نہ فرمائی۔ اور اس کی اشاعت اتنی رہ گئی۔ کہ آئندہ فاروق کا جاری رکھنا نہ صرف محال بلکہ ناممکن ہوگیا۔ میں نے یہ کبھی پسند نہیں کیا۔ کہ میں فاروق میں اس کی حالت زار کا صاف اور کھلے لفظوں میں اظہار کرکے شماتت اعدا کا موقعہ دوں۔ اور دشمنوں کو خوشی پہنچاؤں۔ میں ہمیشہ اس سے مجتنب رہا۔ کہ فاروق کی ناداری کا ذکر اخبار کے کالموں میں کروں۔ مجھے اس سے بہت شرم آتی تھی۔ کہ آریوں اور عیسائیوں اور غیر احمدیوں پر یہ ظاہر ہو جائے۔ کہ فاروق کی ان خدمات سلسلہ کی جو وہ مخالفین سلسلہ کے مقابلہ میں اپنی بساط سے بڑھکر کرتا رہا۔ اور کرتا رہتا ہے احباب جماعت احمدیہ کے دلوں میں کوئی بھی قیمت اور قدر و منزلت نہیں۔ ورنہ اتنی بڑی جماعت میں سے فاروق کے لئے ایک ہزار خریداروں کا پیدا ہو جانا کیا مشکل امر تھا۔ حیرت اور تعجب ہے۔ کہ جملہ خریداران فاروق اس امر کے تو اقراری ہیں۔ کہ فاروق خالص مذہبی اور سلسلہ کا تبلیغی پرچہ ہے۔ اور خوب کام کرتا ہے۔ مگر پھر بھی اس کی اشاعت بڑھانے کا خیال نہیں۔ تو میں کئی سال کے تجربہ سے اس نتیجہ پر پہنچ گیا ہوں۔ کہ قوم کو فاروق کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ قوم پر ایک بوجھ ہے۔ جس کو وہ گراں سمجھتی ہے۔ اور اس کو اس کا مطلق احساس نہیں۔ کہ فاروق بند ہو جائے یا جاری رہے۔ پھر ان حالات میں سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں۔ کہ فاروق کو میں خود ہی بند کر دوں۔ اور اس کو اسوقت تک نہ جاری کروں۔ جب تک کہ اس کا گذشتہ قرضہ جو قریباً ساڑھے سات سو کے اس کے ذمہ ہے ادا کر چکوں اور بعد ازاں بھی جب تک ایک ہزار خریدار پورے نہ ہوں۔ اس کو جاری نہ کروں۔ اس لئے نہایت اندوہ و حسرت کے ساتھ میں بادل ناخواستہ یہ اعلان کرتا ہوں۔ کہ فاروق یکم جنوری ۳۴ء سال آئندہ سے سب درستوں کو داغ مفارقت دیکر جدا ہو جائیگا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

نعت

۲۶ نومبر کو جلسہ سیرۃ النبی کے مشاعرہ میں جو نظمیں پڑھی گئیں۔ ان میں سے ایک نظم آج فاروق میں شائع کی جاتی ہے۔ باقی بھی آئندہ شائع ہونگی۔ (ایڈیٹر)

نبی نے باطل پرستیوں کی جہاں سے بنیاد جب مٹا دی
خدا نے رحمت کی ایک چادر عروس کونین کو اڑھا دی
نہ بت پرستی رہی عرب میں نہ فارس آتشکدہ رہا پھر
خدا نے بستانِ ہاشمی میں نئی کلی ایک جب کھلا دی
جہاں میں تاریکیاں تھیں ہر سو کسی میں ایمان کی تھی نہ خو بو
خدا کا محبوب جبکہ آیا تو شمع ایمان کی جلا دی
مسائے توحید کا ستارہ ہمارا ساقی خدا کا پیارا
اٹھا اور اٹھکر جہان بھر کو شراب روحانیت پلا دی
چڑھا وہ پروان رحمتوں میں نہ تنگ آیا وہ زحمتوں میں
عرب کے ان وحشیوں کو اس نے خدائی تعلیم سب سکھا دی
شہادتیں دی ہیں پتھروں نے حمائتیں کی ہیں رحمتوں نے
جب اہلِ ایمان کی اس نے بستی مٹا کے کفار کو بسا دی
کلیم طلوہ بنا بنا کر ہر اک میں ایمان کی روح پھونکی
تجلّی طور از سرِ نو خدا کے محبوب نے دکھا دی
عرب کا جو گی عرب کا رسیا وہ یار یثرب سے جبکہ اٹھا
جہان بھر میں بساطِ رحمت ضیائے ایمان سے بچھا دی
یتیم بچہ وہ آمنہ کا کہ جس کو قدرت نے لوریاں دیں
صدائے حق سے جہانِ باطل کی اس نے بنیاد تک ہلا دی
جہان سے ایمان مٹ چلا تھا ہوا تھا آغاز بدعتوں کا
مسیح موعودؑ جیسی نعمت اسی کی برکات نے دلا دی
یہ دل جگر تھا فقط اسی کا کہ تھا وہ ظلم و ستم پہ شاکر
یہ حوصلہ تھا اسی کا طالبؔ کہ گالیاں سنکے بھی دعا دی

(رمز ظہیر الدین طالب احمدی دہلوی)

چار لاجواب کتابیں

مرفع ثنائی ۴ر — بطالوی کا انجام ۴ر — تجلیات رحمانیہ ۶ر
چھوت کا چھوت — ۲ر — محصول ڈاک علاوہ —

پتہ :— مینیجر فاروق قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ نومبر ۱۹۳۳ء

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم ——— نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ھو الناصر ——— خدا کے فضل اور رحم کیساتھ

سرزمین کابل میں ایک تازہ نشان کا ظہور

"آہ نادر شاہ کہاں گیا"

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے قلم سے

سرزمین کابل کی خصوصیت

کابل کی سرزمین اس امر میں خصوصیت رکھتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تازہ نشانات اس میں پے در پے ظاہر ہو رہے ہیں۔ شاید ہندوستان کے بعد وہ دوسرا ملک ہے۔ جس کے متعلق اس قدر کثرت سے اخبار غیبیہ اللہ تعالیٰ کے مامور اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے شائع کرائی گئی ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی پہلی پیشگوئی

ابھی حضرت مسیح موعودؑ نے دعویٰ مجددیت بھی نہ کیا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شاتان تذبحان کا الہام کر کے کابل میں ان دو خونوں کی خبر دی۔ جو ناحق اور بلا سبب وہاں کئے جانے والے تھے۔ یعنی اوّل مولوی عبدالرحمن صاحب شاگرد صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کا قتل۔ اور پھر خود صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کا قتل۔

دوسری پیشگوئی

جب یہ پیشگوئی ۱۹۰۳ء کو تکمیل کو پہنچ گئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے آئندہ کے متعلق پھر خبر دی۔ کہ اب تین اور آدمی وہاں سلسلہ احمدیہ کے شہید کئے جائیں گے۔ چنانچہ یکم جنوری ۱۹۰۶ء کا الہام ہے "تین بکرے ذبح کئے جائیں گے" یہ الہام ۱۹۲۴ء میں آکر پورا ہوا۔ جبکہ امیر امان اللہ خان صاحب کے عہد میں دوبارہ احمدیوں پر ظلم شروع ہوا۔ اور پہلے جماعت احمدیہ کے مبلغ مولوی نعمت اللہ صاحب امیر امان اللہ خان کے حکم سے صرف اس جرم میں کہ وہ احمدی تھے۔ اور احمدیت کی تبلیغ کرتے تھے۔ سنگسار کئے گئے۔ اور ان کے چند ہفتے بعد مولوی عبدالحلیم صاحب و ملا نور علی صاحب اسی جرم میں شہید کئے گئے۔

یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ دونوں الہاموں میں شہیدوں کا نام بکرے رکھا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ بکرا ایک بے ضرر جانور ہے۔ اور اس میں شر کا مادہ بالکل نہیں ہوتا۔ اس نام سے درحقیقت اللہ تعالیٰ نے اس طرف اشارہ کیا ہے۔ کہ یہ پانچوں قتل ناحق اور ظالمانہ ہونگے۔ اور صرف صداقت اور حق کیلئے بہ طور قربانی کے ان کی بھینٹ چڑھائی جائیگی۔

ظالمانہ قتلوں کا نتیجہ

ان ظالمانہ قتلوں کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ پہلے تو امیر حبیب اللہ خان جنہوں نے صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کو شہید کیا تھا۔ اپنے ہی رشتہ داروں کی سازش سے قتل کئے گئے۔ اور پھر امیر امان اللہ خان جنہوں نے مؤخر الذکر پیشگوئی کو پورا کیا تھا۔ اور تین بے قصور احمدیوں کو ظالمانہ طور پر مروا دیا تھا۔ ایک بچہ سقہ کے ہاتھ سے کہ جو ایک معمولی سپاہی کی حیثیت رکھتا تھا۔ اور صرف تین سو سپاہیوں کے ساتھ کابل پر حملہ آور ہوا تھا۔ بُری طرح شکست کھا کر اپنا ملک چھوڑنے پر مجبور ہوئے۔ اور ایک طاقتور بادشاہ ہونے کے باوجود توپوں اور گولہ بارود کے انباروں کے باوجود نسبتاً کمزور اور نہتی فوج کے ایک دستہ کے مقابلہ میں وہ اپنا تخت نہ سنبھال سکے۔ اور بعد اس کے کہ یورپ کے ہر ملک میں ان کا شاندار استقبال ہوا تھا۔ وہ ایک مسافر کی حیثیت میں اٹلی کے ایک گوشہ تنہائی میں اپنی زندگی کے آخری دن گذارنے پر مجبور ہوئے۔

تیسری پیشگوئی

گو حبیب اللہ خان عرف بچہ سقہ کے ساتھ ابتداء میں صرف تین سو سپاہی تھے۔ لیکن امیر امان اللہ خان کے کابل چھوڑنے کے بعد اس کے گرد ایک بڑا لشکر جمع ہو گیا۔ اور ادھر امیر امان اللہ خان نے بھی قندھار کا رُخ کیا۔ تاکہ وہاں کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قبائل کو جمع کر کے اپنی کھوئی ہوئی طاقت حاصل کریں اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ تمام ملک میں خانہ جنگی کی آگ پھیل گئی۔ اور اس خانہ جنگی میں ہزاروں آدمیوں کا خون ہوا۔ حتیٰ کہ عام طور پر ایک لاکھ آدمیوں کے مارے جانے کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ اور اس طرح ایک تیسری پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوری ہوئی۔ جس کے یہ الفاظ تھے۔ کہ "ریاست کابل میں قریب پچاسی ہزار کے آدمی مریں گے"۔ (۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء)

کابل میں طوائف الملوکی

اس وقت لوگ سمجھ رہے تھے۔ کہ اب افغانستان کی منظم حکومت کا خاتمہ ہے۔ ایک جاہل اور ان پڑھ آدمی جسے سیاست اور تنظیم کا کچھ بھی علم نہیں۔ برسرِ حکومت آگیا ہے۔ نتیجہ یہی ہوگا۔ کہ ملک میں آئے دن لڑائی اور فساد ہوتا رہے گا۔ اور حکومت افغانستان ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اپنی ہمسایہ طاقتوں میں مدغم ہو جائے گی۔ لیکن خدا تعالیٰ کا کلام پچیس سال پہلے اس فتنہ کو دور کرنے کے لئے ایک اور شخص کو منتخب کر چکا تھا۔ جو بدامنی کی حالت کو بدل کر افغانستان میں از سر نو امن اور طوائف الملوکی کو دور کر کے پھر ایک منظم حکومت قائم کرنے والا تھا۔ اور یہ شخص جرنیل نادر خاں تھا جو اس فتنہ کے وقت فرانس میں بیمار پڑا ہوا تھا۔

چونکہ نادر خاں ایک ذہین جرنیل تھے۔ بچہ سقہ کی بغاوت کے وقت ان کو بلانے کی پوری کوشش کی گئی۔ لیکن ان کی بیماری نے ان کو سر اٹھانے کی مہلت نہ دی۔ اور وہ امیر امان اللہ خان کی امداد کے لئے وقت پر روانہ نہ ہو سکے۔ اور ایسا ہو بھی کس طرح سکتا تھا۔ جبکہ خدا تعالیٰ کا منشا کچھ اور تھا۔

نادر شاہ کے متعلق پیشگوئی کی تشریح

وہ پیشگوئی جس کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ نے ۱۹۰۵ء میں شائع کی تھی۔ اور دو الہاموں پر مشتمل تھی۔ یہ الہام آپ کو ۳۔ مئی ۱۹۰۵ء کو ہوئے تھے۔ اور ان کے الفاظ یہ تھے۔ (۱) ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ۔ (۲) آہ نادر شاہ کہاں گیا۔

اوّل الذکر الہام درحقیقت قرآن کریم کی ایک آیت ہے۔ اور جنگ بدر کی طرف اشارہ کرتی ہے اس جنگ میں مکہ کے تجربہ کار جرنیل اپنی ساری طاقت لے کر باہر نکلے تھے۔ اور ایک ہزار جنگجو سپاہی ان کے ساتھ تھے۔ اس کے مقابل پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت ہی مختصر لشکر تھا۔ یعنی کل تین سو تیرہ آدمی تھے۔ اور ان میں سے بھی اکثر ناتجربہ کار تھے۔ اور بعض کے پاس ہتھیار تک نہ تھے۔ پرانی اور کند تلواریں یا لشکہ نیزے ان کا سرمایہ تھا۔ سواریاں بھی بہت کم لوگوں کو میسر تھیں۔ جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے اور لشکر کفار نے اپنی تعداد اور اپنے تجربہ کی فوقیت کی وجہ سے اسلامی لشکر کو دبانا شروع کیا۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ سے دعا کی۔ اور اس کے حکم پر ایک مٹھی کنکروں کی اٹھا کر دشمن کی طرف پھینکی۔ اور ادھر ایک تیز آندھی مسلمانوں کی پشت کی طرف سے چل پڑی۔ اور اس کے ساتھ ریت اور کنکروں کا ایک طوفان اٹھا۔ جس نے کفار کی آنکھوں میں پڑ کر ان کی نظر کو کمزور کر دیا۔ اور ان کے تیر بھی ہوا کی مخالفت کی وجہ سے مسلمانوں تک پہنچنے سے رک گئے۔ اور میدان کے درمیان ہی بے کار اور بے ضرر ہو کر گرنے لگے۔ اور اسی ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح اور مکہ والوں کو شکست دی۔ اسی واقعہ کا اس آیت میں ذکر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ جب تو نے کنکر پھینکے تھے۔ تو درحقیقت تو نے نہیں پھینکے تھے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکے تھے۔ کیونکہ ان کنکروں کے پھینکنے ہی عناصر میں ایک جوش پیدا ہوا۔ اور وہ دشمن کو تباہ کرنے میں مسلمانوں کے شریک ہو گئے۔

اس آیت کو بطور الہام نازل کرنے کے یہ معنی تھے۔ کہ ایک ایسا ہی واقعہ ہونے والا ہے۔ جبکہ پھر ایک لشکر خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت اپنے سے زیادہ طاقتور لشکر کا مقابلہ کریگا۔ اور باوجود اپنی بے سروسامانی کے وہ تھوڑا سا لشکر اپنے سے بڑے لشکر پر فتح پا جائے گا۔

اس الہام سے ظاہر ہے۔ کہ جن دو فوجوں میں جنگ ہوگی۔ ان میں سے ایک فوج سلسلہ احمدیہ کی مخالفت کی وجہ سے عذاب کی مستحق قرار پا چکی ہوگی۔ جس طرح مکہ والے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی وجہ سے سزا کے مستحق قرار دیئے گئے تھے۔ اور ان کے مقابل کا لشکر گو ہوگا تو کنکروں کی طرح ناکارہ لیکن اس وقت ایک ایسے کام پر مامور ہوگا۔ جس سے اللہ تعالیٰ کے کلام کی تصدیق ہوتی ہوگی۔ اور اسے مسیح موعود علیہ السلام کی دعا برپا کرے گی۔ اب دیکھنا چاہیئے۔ کہ سوائے کابل کی حکومت کے کوئی ایسی حکومت نہیں۔ جس نے بحیثیت حکومت احمدیت پر مکہ والوں کی طرح قتل کے ذریعہ سے ظلم کیا ہو۔ اور پھر اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بددعا کی ہو۔ جیسا کہ صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کی شہادت پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بددعا کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ "شاہزادہ عبداللطیف کے لئے جو شہادت مقدر تھی۔ وہ ہو چکی۔ اب ظلم کا پاداش باقی ہے۔ انّ من بات ربہ مجرماً فان لہ جہنم لا یموت فیہا ولا یحییٰ"۔ یعنی جو خدا تعالیٰ کے سامنے مجرم ہو کر پیش ہوتا ہے۔ اس کے لئے ایک ایسی جہنم مقدر ہے۔ کہ وہ نہ اس میں زندہ رہیگا اور نہ مرے گا۔

یہ امر ظاہر ہے۔ کہ نہ مرنے اور نہ زندہ رہنے کی حالت ذلت و رسوائی کی حالت ہوتی ہے۔ کہ نہ اس میں انسان کو زندہ کہا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اس کی طاقت چھین لی جاتی ہے۔ اور نہ مردہ کہا جا سکتا ہے۔ کیونکہ وہ بظاہر سانس لیتا ہے۔ پس اس بددعا کا نتیجہ اسی طرح پیدا ہو سکتا تھا۔ کہ امیر حبیب اللہ خان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یا اس کی اولاد کے ساتھ ایسا سلوک ہو۔ کہ وہ زندہ ہوتے ہوئے مردوں کی طرح ہو جائے۔

کابل میں بدر کی جنگ کا نظارہ

غرض یہ امر ثابت ہے۔ کہ سلسلہ احمدیہ کے ساتھ مکہ والوں کی طرح کا سا سلوک کرنے والی حکومت صرف افغانستان ہی کی حکومت تھی۔ اور ان کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الفاظ قرآنی میں بد دعا بھی کی تھی۔ پس مذکورہ بالا الہام میں اسلامی لشکر کا ذکر نہیں۔ بلکہ صرف کنکر پھینکنے کا ذکر ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ افغانستان پر یہ تباہی کسی احمدی لشکر کے ذریعہ سے نہیں آئیگی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ یہ کام ایسے لوگوں سے لے گا جو کنکروں کی طرح ہوں گے یعنی ان کی ذات میں کوئی خوبی نہ ہوگی۔ بلکہ وہ صرف خدا تعالیٰ کا نشان پورا کرنے کے لئے ایک آلہ بنائے جائیں گے۔ اور باوجود اس کے کہ وہ حقیر کنکر ہونگے پھر بھی اللہ تعالیٰ اُن کے ذریعہ سے جنگ بدر جیسا نشان دکھائے گا۔ یعنی وہ بالکل تھوڑے ہونگے۔ اور بے سامان ہونگے۔ اور دشمن زیادہ ہوگا۔ اور بارسامان ہوگا۔ لیکن پھر بھی وہ حقیر اور ذلیل کنکر ایک نبی کی دعا کے ماتحت حکومت اور اس کے ارکین کو پاش پاش کر دینگے۔ چنانچہ دیکھو۔ کہ جب حبیب اللہ خان نے تو بہ سے کام نہ لیا۔ تو پہلے اسی کے بھائیوں کے ہاتھوں سے خدا تعالیٰ نے اس کو قتل کرایا۔ اس کے بعد امیر امان اللہ خان بادشاہ ہوئے اور انہوں نے باپ کی طرح تین بے گناہ احمدیوں کو قتل کرا دیا۔ تب خدا تعالیٰ کا غضب بھڑکا۔ اور اس نے اس خاندان کے حد سے بڑھے ہوئے ظلم کا بدلہ لینے کا حکم دیا۔ اور اس اطلاع کے مطابق جو قبل از وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس نے دے رکھی تھی۔ بچہ سقہ کو ایک جماعت کے ساتھ جو تعداد میں اصحاب بدر کے مطابق تھی۔ یعنی کل تین سو سپاہی تھے۔ امان اللہ خان کے مقابلہ کے لئے کھڑا کر دیا۔ اور پھر دوبارہ بدر کی جنگ کا نظارہ دنیا نے دیکھا۔ یعنی تین سو تجربہ کار اور بے سامان سپاہیوں نے ایک حکومت کا جو قلعوں میں محفوظ تھی۔ تختہ اُلٹ دیا۔ فسبحان الذی بیدہ ملکوت کل شئی وھو علی کل شئ قدیر۔ کنکروں کا اس طرح قلعوں کی دیواروں کو توڑ دینا آندھی کے جھونکوں کا توپوں کے گولوں کے رُخ پھیر دینا کوئی معمولی نشان نہیں۔ بلکہ ایک ایسا زبردست نشان ہے۔ کہ ہر صحیح الفطرت انسان کے سمجھنے کے لئے کافی ہے۔ کاش جو آنکھیں رکھتے ہیں۔ دیکھیں۔ اور جو کان رکھتے ہیں۔ سنیں۔ اور جو دل رکھتے ہیں ایمان لائیں۔ تاکہ خدا کے مقابلوں کے وارث ہوں۔

نادر خان کا بادشاہ بننا اور ناگہانی وفات پانا

بچہ سقہ کے ہاتھوں امان اللہ خان کی شکست سے یہ الہام پورا ہو جاتا تھا۔ اور کنکر اپنا کام کر چکنے کے بعد پھر کنکر ہی بن جاتے تھے۔ لیکن حضرت مسیح موعود کی دعا میں یہ لفظ تھے۔ کہ خدا تعالیٰ حبیب اللہ خان سے یہ سلوک کرے۔ کہ وہ نہ زندہ رہے۔ اور نہ مرے۔ اور یہ اسی طرح ہو سکتا تھا۔ کہ اس کی اولاد تو باقی رہے۔ لیکن ان کے پاس حکومت نہ باقی رہے۔ لیکن یہ ظاہر ہے۔ کہ اگر بچہ سقہ تخت کابل پر قایم رہتا۔ تو امان اللہ خان کو حکومت واپس لینے کا بہت موقعہ تھا۔ کیونکہ بچہ سقہ میں تدبیر ملکی کی لیاقت نہ تھی۔ اور اس کی طبیعت میں خشونت اور سختی بھی نہ تھی۔ اور اس کے نائب کنکروں کی طرح صرف چبھنا ہی جانتے تھے۔ ملک کے لئے خیر کا کام کرنا ان کی طاقت سے بالا تھا۔ اور چونکہ وہ پیشگوئی کو پورا کر چکا تھا۔ خدا تعالیٰ کی نصرت سے بھی محروم ہو چکا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ کہ اس سے وہ کام لے۔ کہ جو اس کے لئے ازل سے مقدر ہو چکا تھا۔ حضرت مسیح موعود کی خواہش کو کہ حبیب اللہ خان نہ زندہ رہے۔ نہ مردہ۔ کسی دوسرے کے ہاتھ سے پورا کرائے۔ چنانچہ اس کے لئے اس نے نادر خان کو چنا۔ اور اس کی خبر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس پہلے الہام کے ساتھ ہی اسی دن ان الفاظ میں دی کہ

آہ نادر شاہ کہاں گیا (۳ مئی ۱۹۰۵ء) جس میں یہ بتایا گیا۔ کہ اس پہلے واقعہ کے بعد نادر بادشاہ افغان ہوگا۔ اور بادشاہ بننے کے بعد آفت ناگہانی کے ذریعہ سے اس کی موت ہوگی۔ حتیٰ کہ سب ملک چلا اٹھے گا۔ کہ آہ نادر شاہ کہاں گیا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور بچہ سقہ کو جبرئیل نادر خان کے ہاتھوں سے شکست دلا کر ۳ مئی ۱۹۰۵ء کے دوسرے الہام کو پورا کرنے کے سامان پیدا کر دیئے۔ اور اس امر کا بھی انتظام کرا دیا۔ کہ امان اللہ خان دوبارہ بادشاہ نہ ہو سکے۔ اور امیر حبیب اللہ خان کے خاندان کے لئے یہ آسمانی فیصلہ جاری ہو جائے۔ کہ وہ نہ مریں۔ اور نہ زندہ رہیں۔

نادر شاہ کی وفات کی خبر

لیکن جہاں اس الہام میں یہ خبر دی گئی تھی۔ کہ کنکروں سے کام لینے کے بعد اللہ تعالیٰ ایسے سامان پیدا کر دے گا۔ کہ نادر نامی ایک شخص بادشاہ ہو جائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے امیر حبیب اللہ خان کی اولاد کو اللہ تعالیٰ تخت کابل سے مستقل طور پر محروم کر کے لا یموت فیہا ولا یحیی کا مصداق بنا دے گا۔ وہاں اس الہام میں یہ بھی خبر تھی۔ کہ نادر بادشاہ ہونے کے بعد ایسے وقت میں کہ ابھی اس کی ضرورت باقی ہوگی۔ اس دنیا سے گذر جائیگا۔ اور لوگ اس کی ضرورت کو محسوس کرینگے اور جیسا کہ قارئین کرام کو معلوم ہوگا۔ یہ حصہ پیشگوئی کا آٹھ نومبر ۱۹۳۳ء کو پورا ہو گیا ہے۔ یعنی اس تاریخ کو نادر شاہ بادشاہ افغانستان کو جبکہ وہ دلکشا محل میں اپنے فٹ بال کے میچ کے بعد تقسیم انعامات کے لئے تشریف لائے تھے۔ ایک دشمن ملک و ملت نوجوان نے پستول کے تین فائر کر کے ہلاک کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اے لوگو جن کے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان باقی ہے۔ میں تم سے کہتا ہوں۔ کہ کیا یہ نشان خدا تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت کے لئے کافی نہیں۔ کیا یہ نشان جو قریباً تیس سال بعد آکر پورا ہوا۔ اس امر کے ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں۔ کہ ہمارا خدا زندہ خدا ہے۔ وہ جس طرح آدم سے کلام کرتا تھا۔ عیسیٰ سے کلام کرتا تھا۔ ابراہیم سے کلام کرتا تھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور سب سے آخر میں لیکن سب سے زیادہ شان کے ساتھ حضرت محمد مصطفےٰ نبیوں کے سردار سے کلام کرتا تھا۔ آج بھی اپنے پیارے بندوں سے کلام کرتا ہے۔ آج بھی اسلام کے لئے اس کے نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ اور اس کی طرف سے معجزے دکھائے جاتے ہیں۔ دیکھو یہ کوئی معمولی پیشگوئی نہیں۔ جو پوری ہوئی۔ اگر ذرہ تامل سے کام لو۔ تو اس ایک پیشگوئی میں بہت سی پیشگوئیاں جمع ہیں۔ مثلاً

نادر خاں کی بالکل مخالف حالات میں ترقی

۱۔ جس وقت یہ الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شائع کئے۔ اس وقت نادر خاں ایک نوجوان طالب علم تھے۔ اور ان کا خاندان اس وقت ایسے حالات میں سے گذر رہا تھا۔ کہ کسی بڑے عہدہ کی بھی انہیں امید نہ ہو سکتی تھی۔ یعنے ان کا خاندان امیر عبدالرحمٰن کے زمانہ میں زیر عتاب رہ کر اس زمانہ کے بالکل قریب امیر حبیب اللہ خان کی معافی پر افغانستان پہنچا تھا۔ اور بوجہ وطن سے بیس سال باہر رہنے کے انہیں کامیابی کی زیادہ امید نہیں ہو سکتی تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو اس قسم کی ذہانت عطا کی۔ کہ وہ فوجی کام میں جس پر وہ مقرر کئے گئے تھے۔ خاص طور پر قابل ثابت ہوئے۔ اور پھر اللہ تعالےٰ نے ان کی ترقی کا یہ سامان کر دیا۔ کہ سمت جنوبی میں بغاوت ہوئی۔ جس میں شاہی فوجوں کو شکست ہوئی۔ اس پر نادر خاں اس بغاوت کو فرو کرنے پر مقرر ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو زبردست کامیابی دی۔ جس کی وجہ سے ان کو عہدہ میں ترقی ملی۔ اور وہ افغانستان کے قابل ترین آدمیوں میں سمجھے جانے لگے۔

وزیر جنگ اور سپہ سالار بننا

۲۔ امیر حبیب اللہ خاں یکدم مارے گئے۔ اور کابل سے باہر مارے گئے۔ جس کی وجہ سے عنایت اللہ خان جو ان کے بڑے بیٹے اور امیر نصر اللہ خان کے داماد تھے۔ اپنے خسر سمیت اس وقت امیر حبیب اللہ خان کے ساتھ تھے۔ بادشاہت سے محروم رہ گئے۔ کابل کے لوگوں نے فساد کے خوف اور اس شبہ کی وجہ سے کہ امیر حبیب اللہ خان کا قتل امیر نصر اللہ خاں اور سردار عنایت اللہ خان کی سازش سے ہوا ہے۔ امان اللہ خان کو تخت پر بٹھا دیا۔ امان اللہ خان کو اس عہدہ کے حصول کے لئے شاہ فاشی عبدالقدوس خان سے مدد لینی پڑی۔ جو نادر خان کے قریبی رشتہ دار تھے۔ پس باوجود اس کے کہ انہیں نادر خان پر یہ شبہ تھا۔ کہ امیر حبیب اللہ خان کے خلاف سازش میں ان کا بھی حصہ ہے۔ چند دنوں کی نظر بندی کے بعد انہوں نے انہیں اپنے عہدہ پر بحال کر دیا اس کے معاً بعد افغانستان اور انگریزوں کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ اور اس میں ان کو اس قدر زبردست کامیابی حاصل ہوئی۔ کہ سپہ سالار اور وزیر جنگ دونوں عہدے ان کو مل گئے۔ اور یہ جنگ ان کے حق میں ابر رحمت ہو گئی۔ اور تخت شاہی کے اور بھی قریب ہو گئے۔ کیونکہ اس جنگ نے انہیں تمام جنوبی کے لوگوں میں محبوب بھی بنا دیا۔ اور ان کی لیاقت کا سکہ بھی ان لوگوں کے دلوں پر بٹھا دیا۔

افغانستان کا آزاد ہونا

۳۔ جب یہ الہام ہوا ہے۔ اس وقت افغانستان کا درجہ ایک ریاست کا تھا۔ اور اس الہام میں نادر کو شاہ بتایا گیا تھا۔ اگر افغانستان آزاد حکومت نہ بنتی۔ اور کسی طرح سردار نادر خاں اس کے حاکم ہو جاتے۔ تب بھی وہ امیر کہلاتے۔ نہ کہ بادشاہ۔ پس اس الہام میں افغانستان کی حکومت میں ایک زبردست تغیر کی جس کے نتیجہ میں افغانستان نے آزاد ہو جانا تھا۔ خبر دی گئی تھی۔ ۱۹۰۵ء میں جب یہ الہام ہوا۔ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ کہ افغانستان آزاد ہو جائے گا۔ روس کی حکومت کا خطرہ اس طرح حکومت ہند کو لگا رہتا تھا۔ کہ انگریزی حکومت کو ایک منٹ کے لئے بھی افغانستان کی آزادی تسلیم کرنے کا خیال نہیں آسکتا تھا۔ امیر عبدالرحمٰن جیسا زبردست حاکم یہ جرأت نہ کر سکا۔ کہ انگریزوں سے استقلال کا خواہاں ہو۔ پھر امیر حبیب اللہ خان میں کب یہ طاقت ہو سکتی تھی۔ کہ آزادی حاصل کرے بلکہ امیر حبیب اللہ خان نے تو اپنے باپ سے بھی زیادہ انگریزوں سے تعلقات بڑھا لئے تھے۔ جس کے صلہ میں ان کا وظیفہ بھی بڑھا دیا گیا تھا۔ پس ان کے زمانہ میں تو کوئی شخص وہم بھی نہ کر سکتا تھا۔ کہ افغانستان آزاد ہو جائیگا۔ لیکن اس وقت جبکہ انسانی دماغ اس تغیر کے امکان کا خیال بھی نہیں کر سکتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مذکورہ بالا الہام میں بتایا گیا۔ کہ افغانستان آزاد ہو جائے گا۔ اور اس کا امیر شاہ کہلائیگا۔ اور خدا تعالےٰ کے خاص نشان سے نادر جو ایک معمولی فوجی افسر تھا۔ اس ملک کی بادشاہت حاصل کرے گا۔ پیشگوئی کے اور حصوں کو جانے دو۔ صرف اس حصہ کو لے کر دیکھو۔ کس طرح ایک حکومت کی آزادی کی۔ اور پھر اس کے فرماں روا کی۔ اور ایسے فرماں روا کی۔ جس نے غلام ملک کو آزاد کرایا۔ تباہی کی۔ اور اس کے بعد نادر جیسے انسان کی جس کے درمیان اور تخت افغانستان کے درمیان بیسیوں اور مستحق اشخاص حائل تھے۔ بادشاہت کی خبری ہے۔ اور پھر وقوع سے پچیس سال پہلے۔ کیا یہ زندہ نشان نہیں۔ کیا یہ معجز المعقول پیشگوئی نہیں۔

نادر خان کی علالت

۴۔ جب بچہ سقہ نے بغاوت کی ہے۔ جرنیل نادر خان یورپ میں بیمار پڑے تھے۔ وہاں سے وہ باوجود بیماری کے ہندوستان آئے۔ لیکن آتے ہی پھر سخت بیمار ہو گئے۔ اور عرصہ تک پشاور میں ان کو بیمار رہنا پڑا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وہ امان اللہ خان کے ساتھ ملکر جنگ میں شامل نہ ہو سکے۔ اگر وہ بیمار نہ ہوتے اور امان اللہ خان کے ساتھ جنگ میں شامل ہو جاتے۔ اور فتح حاصل کر لیتے۔ تو یقیناً تخت امان اللہ خان کے ہاتھ میں آتا۔ اور نادر خان بادشاہ نہ ہوتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو بیمار کر کے اس وقت تک فتح سے روکے رکھا۔ جبتک کہ امان اللہ خان شکست کھا کر ملک سے بھاگ نہ گئے۔ پس اس میں بھی ایک زبردست نشان تھا۔ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیشگوئی کے پورا کرنے کے لئے یہ ایک الٰہی تدبیر تھی۔ اور اپنی ذات میں ایک مستقل نشان۔

نادر خاں کو بھی اپنے بادشاہ بننے کا خیال نہ تھا

۵۔ اس وقت کے اعلانات دیکھے جائیں۔ جبکہ نادر شاہ اپنے ملک کو استبداد سے آزاد کرانے کے لئے کوشش کر رہے تھے۔ تو ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس وقت تک ان کے اپنے ذہن میں بھی بادشاہت کا خیال نہ تھا۔ بلکہ جب تک امان اللہ خان ملک میں رہے۔ وہ برابر اُن کی تائید کرتے رہے۔ اور جب وہ حکومت سے دست بردار ہو کر ملک چھوڑ گئے۔ تو اس وقت سے نادر خان صاحب نے برابر یہ اعلان کیا۔ کہ انہیں خود حکومت کی خواہش نہیں۔ ملک کے لوگ جو فیصلہ مشورہ کے بعد کرینگے۔ وہ اسی پر کاربند ہوں گے۔ یہ بات ظاہر کرتی ہے۔ کہ عین اس وقت بھی جبکہ وہ ملک کی آزادی کے لئے جدوجہد کر رہے تھے۔ خود ان کے نزدیک ان کا بادشاہ ہونا ناممکن تھا۔ لیکن اس کے مقابل میں اس الہام کو دیکھو کہ ۱۹۰۵ء میں پورے پچیس سال پہلے ان کے بادشاہ ہونے کا اعلان کیا گیا تھا۔

نادر خان کی بے سروسامانی

۶۔ جب وہ خوست کے علاقہ میں داخل ہوئے ہیں تو اُن کی حالت ایسی کمزور تھی۔ کہ پریس جاری کرنے کی بھی ان کو طاقت نہیں۔ ملک کے لوگوں کو صحیح حالات سے اطلاع دینے کے لئے انہوں نے اخبار جاری کرنا چاہا۔ اور اس کے لئے ایک سٹائلو پریس جو معمولی چالیس پچاس روپیہ کی چیز ہے۔ انہوں نے خریدا اور دوران جنگ میں اخبار اصلاح اسی پر چھپ کر شائع ہوتا رہا۔ ایسے محدود وسائل کے ساتھ بچہ سقہ جیسے دشمن کا مقابلہ جس نے امیر امان اللہ خان جیسے بادشاہ کو اُن کے تمام ہتھیاروں اور فوجوں کے باوجود شکست دی تھی نیچا دکھانا کوئی معمولی کام نہ تھا اور خود اپنی ذات میں ایک نشان تھا۔ اور صرف خدا تعالیٰ کے فضل سے پیشگوئی کو پورا کرنے کے لئے یہ سامان پیدا ہوئے۔ کہ باوجود بے سروسامانی خرابیٔ صحت اور طوائف الملوکی کے نادر خاں بچہ سقہ کو شکست دینے میں کامیاب ہوئے۔

افغانستان نے صرف نادر خان کو بادشاہت کا اہل سمجھا

۷۔ نادر خان اعلان کر چکے تھے۔ کہ وہ بادشاہت کے متمنی نہیں۔ اور ملک جو فیصلہ کرے گا۔ انہیں منظور ہوگا۔ اور اس پر انہوں نے عمل بھی کیا۔ اور لوگوں سے مشورہ لیا۔ غالب یہی خیال تھا۔ کہ چونکہ شاہی خاندان کے بہت سے افراد زندہ موجود تھے۔ اور چونکہ امراء عام طور پر آپس میں رقابت رکھتے ہیں۔ اس لئے بچہ سقہ کے فتنہ کے فرو ہو جانے پر اوّل تو لوگ امیر امان اللہ خان کو واپس بلانے کا مشورہ دینگے۔ اور اگر اُن کی بعض حرکات سے لوگ ناخوش تھے۔ تو کم سے کم ان کے خاندان کے کسی اور شاہزادے کو تخت پیش کرینگے لیکن الٰہی فیصلہ کو کون روک سکتا تھا۔ جو تخت اللہ تعالیٰ کی طرف سے نادر کو ۳۰ مئی ۱۹۰۵ء کو انعام کے طور پر مل چکا تھا۔ جو نادر اس لئے کھڑا کیا گیا تھا۔ کہ تا امیر حبیب اللہ کا خاندان کالیموت و یحییٰ کی زندگی بسر کرے۔ اس تخت سے کون نادر کو محروم کر سکتا تھا۔ اس نادر کو کون بادشاہت کے فیصلہ کے وقت نظر انداز کر سکتا تھا۔ آخر وہی ہوا۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مقدر تھا۔ یعنی پیشگوئی کے پورے پچیس سال بعد وہ نادر خاں جس کے بادشاہ ہونے کا وقوعہ سے چھ ماہ پہلے بھی کوئی امکان نہ تھا۔ تخت افغانستان پر متمکن ہونے کے لئے منتخب کیا گیا۔ باوجود اس کے کہ اس کی خواہش نہ تھی۔ باوجود اس کے کہ وہ فیصلہ قوم کے ہاتھ میں چھوڑ چکا تھا۔ اسی کے نام قرعہ پڑا۔ وہی اس بوجھ کو اُٹھانے کے قابل سمجھا گیا۔ اور اس کے سوا کون اہل ہو سکتا تھا۔ جسے خدا تعالیٰ نے اہل قرار دیا۔

نادر خان کا نادر شاہ کہلانا

۸۔ مگر نادر خاں کے نادر شاہ ہونے میں ایک مرحلہ ابھی باقی تھا۔ بے شک افغانستان آزاد ہو چکا تھا۔ بے شک اس کا امیر اب بادشاہ کہلاتا تھا۔ بے شک اب نادر اس آزاد حکومت کے تخت پر بیٹھ کر شاہ بن گیا تھا۔ لیکن الہام میں اس کا نام نادر خان بادشاہ نہیں رکھا گیا تھا۔ بلکہ نادر شاہ رکھا گیا تھا۔ اگر بادشاہ نادر خان کے نام سے نادر کو پکارا جاتا۔ تب بھی عقلمند انسان کے نزدیک پیشگوئی کو پورا سمجھا جاتا۔ اور یہ خیال کیا جاتا۔ کہ نادر خان شاہ کو اختصاراً نادر شاہ کہدیا گیا ہے۔ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس پیشگوئی کے ایک ایک لفظ کو اس کی اصلی صورت میں پورا کرنا تھا۔ اس لئے اس کے لئے بھی غیر معمولی سامان پیدا کئے۔ اور خود نادر کے دل میں یہ خیال پیدا کیا۔ کہ وہ آئندہ نادر شاہ کہلائے۔

اے سوچنے والو۔ سوچو۔ کیا یہ غیر معمولی خیال نہیں۔ بادشاہ ہو کر لوگوں کے نام وہی رہتے ہیں۔ "شاہ" ان کے نام کے ساتھ لگ جاتا ہے۔ کبھی پہلے کبھی بعد میں۔ لیکن ان کے قومی القاب اور ان کے نام وہی رہتے ہیں۔ نادر کا نام نادر تھا۔ اور قومی لقب خان تھا۔ خان کا لفظ شاہ کے عہدہ کے خلاف نہیں۔ بلکہ وہ تو شہنشاہ کے عہدہ کے بھی خلاف نہیں۔ چنگیز خان آدھی دنیا سے زیادہ کا بادشاہ تھا۔ مگر وہی شاہی لقب کے ساتھ خان بھی کہلاتا تھا۔ اسی طرح چغتائی خاندان کے کئی بادشاہ سلطان کے لقب کے ساتھ خان بھی کہلاتے تھے۔ جیسے سلطان غیاث الدین بلاق خان سلطان محمد خان۔ سلطان احمد اولجہ خان وغیرہ نام تاریخوں میں مذکور ہیں۔ امان اللہ خان جن کے عہد میں افغانستان آزاد ہوا۔ اور قدرتاً نہیں شاہ کہلانے کا شوق تھا۔ وہ بھی شاہ امان اللہ خان کہلاتے تھے۔ کیوں پھر اسی طرح نادر خان شاہ۔ نادر خان نہ کہلائے۔ کیوں ان کا نام ہی بدلکر نادر شاہ کر دیا گیا۔ اے صداقت پسند روحو! کیا تم اس سے انکار کر سکتی ہو۔ کہ یہ اس خدائے قادر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا کام تھا۔ اور صرف اسی کا کام تھا۔ جس نے ۲۰ مئی ۱۹۰۵ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ خبر دی۔ کہ "آہ نادر شاہ کہاں گیا؟" جس خدا نے ...ان کا نام نادر شاہ رکھا تھا۔ اسی نے نادر خان کے امراء کے دل میں یہ تحریک کی۔ کہ گو ...شاہ کا لفظ نام کے پہلے بھی استعمال ہو سکتا ہے۔ لیکن امان اللہ خان نے باوجود شاہ ہو جانے کے اپنے نام کو امان اللہ شاہ کے نام سے مشہور نہیں کیا۔ گو خان کا لفظ شاہی کے منافی نہیں۔ لیکن پھر بھی نادر خان کو آئندہ نادر شاہ کہا جائے۔ تاکہ نادر خان پیشگوئی کے مطابق نہ صرف شاہی کا عہدہ پائیں۔ بلکہ ان کا نام بھی نادر شاہ ہو جائے۔

بعض جاہل لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ نادر خان کو الہام میں نادر شاہ کیوں کہا گیا۔ لیکن وہ بھی بھول جاتے ہیں۔ کہ نادر خان کا نام تمام دنیا میں نادر شاہ ہی پڑ گیا ہے۔ حتیٰ کہ خود وہ لوگ جو احمدیہ سلسلہ کے مخالف ہیں۔ اور نادر خان کو نادر شاہ کہنے پر معترض ہیں۔ خود اپنے اخبار میں بارہا نادر شاہ لکھ چکے ہیں۔ جیسا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب۔ اسی طرح تمام انگریزی اخبارات ان کو نادر شاہ لکھتے ہیں۔ خود افغانستان کے لوگ انہیں نادر شاہ کہتے اور پکارتے ہیں۔ اور حکومت بھی اسی امر کو پسند کرتی ہے۔ کہ انہیں نادر شاہ کہا جائے۔ چنانچہ روزانہ اخبار سیاست کے گیارہ دسمبر ۱۹۲۹ء کے پرچہ میں لکھا ہے۔ کہ سردار شاہ ولی خان صاحب نے ایک اخبار سیاست کے ساتھ گفتگو کے دوران میں فرمایا۔ کہ :-

"ہندوستان میں لوگ اعلیٰحضرت کا نام غلط لکھتے ہیں۔ جس روز انہوں نے اعلان مملکت کیا۔ اس روز وہ خان کی جگہ شاہ ہو گئے۔ اب ان کا نام نادر شاہ شاہ افغانستان ہے۔"

(منقول از "الفضل" ۲۵ مارچ ۱۹۳۰ء)

اس شہادت سے ثابت ہے۔ کہ نادر خان کا نام ہی نادر شاہ رکھ دیا گیا تھا۔ اور شاہ کا لفظ نام کا جزو قرار پا گیا تھا۔ کیونکہ سردار شاہ ولی خان صاحب فرماتے ہیں۔ کہ اب ان کا نام نادر شاہ شاہ افغانستان ہے۔ شاہ کا لفظ دوسری دفعہ دہرا کر انہوں نے بتایا ہے۔ کہ پہلا شاہ ان کے نام کا جزو ہے۔ پس خدا تعالیٰ نے اپنا کلام پورا کرنے کے لئے ان کے نام کو کلی طور پر بدل دیا۔ اور ان کا نام ہی نادر شاہ رکھ دیا گیا۔

اے حق کے طالبو۔ یہ تغیر معمولی نہیں۔ بلکہ نادر شاہ کے برسر حکومت آنے پر بھی اس تغیر کو ناممکن قرار دیا جاتا تھا۔ چنانچہ سلسلہ احمدیہ کے اشد ترین دشمن اخبار اہلحدیث میں بھی لکھا گیا :-

"کیا افغانستان میں نادر شاہ بولا جاتا ہے۔ کیا افغانستان کی اصطلاح میں بادشاہ کو شاہ کے لقب سے کبھی یاد کیا گیا۔ کیا کبھی عبدالرحمٰن شاہ یا حبیب اللہ شاہ۔ یا امان اللہ شاہ کے القاب کسی نے سنے۔ وہاں تو شاہ کا لقب بادشاہ کے لئے ہے ہی نہیں۔ بلکہ ہم کہیں گے۔ کہ ہندوستان میں کسی معتبر تحریر میں عبدالرحمٰن شاہ یا حبیب اللہ شاہ وغیرہ نہیں ملتے۔ پس اگر یہ الہام افغانستان کے مافی الضمیر کی ترجمانی ہوتی۔ تو شاہ لقب نہ ہوتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نادر شاہ والا الہام کسی اور موقعہ کے متعلق نہیں۔"

میں سمجھتا ہوں۔ یہ تحریر مولوی ثناء اللہ صاحب کے اخبار اہلحدیث میں اللہ تعالیٰ نے لکھوائی ہے اس قدر شدید دشمن اخبار اس امر کا اقرار کرتا ہے کہ نادر خان کا نادر شاہ کہلانا افغانستان کے لوگوں کے حالات ان کی زبان اور ان کی تاریخ کو مدنظر رکھتے ہوئے ناممکن ہے۔ ہم کہتے ہیں۔ یہ بالکل درست ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ افغانستان کے سابق بادشاہ شاہ نہیں کہلاتے تھے۔ یہ بھی درست ہے۔ کہ امان اللہ خان بھی بادشاہ ہو کر امان اللہ شاہ نہیں کہلائے۔ اور یہ سچ ہے۔ کہ افغانستان کے لوگوں کے ذہنوں میں اپنی قومی روایات کے خلاف یہ خیال نہیں آسکتا تھا۔ کہ وہ نادر خان کو نادر شاہ شاہ افغانستان کہنے لگیں۔ مگر دوسری طرف یہ امر واقعہ ہے۔ کہ نادر خان بادشاہ ہوتے ہی نادر شاہ کہلانے لگے۔ افغانستان اور ہندوستان کے جرائد انہیں نادر شاہ لکھتے چلے آئے ہیں۔ اور لکھ رہے ہیں۔ اور جیسا کہ ان کے بھائی اور وزیر سردار شاہ ولی خان صاحب کے بیان سے ثابت ہے۔ افغانی حکومت نے ان کا یہی نام تجویز کیا تھا۔ پس اے وہ لوگو جن کے دل میں خدا کا خوف ہے۔ جو مرنے پر اور مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے پر یقین کرتے ہو۔ خدا را مجھے بتاؤ۔ کہ وہ کونسی طاقت تھی۔ جس نے اس ناممکن امر کو ممکن کرا دیا۔ جیسے مولوی ثناء اللہ صاحب جیسے دشمن سلسلہ کا اخبار بھی ناممکن قرار دیتا ہے۔ اور جو بظاہر حالات واقعہ میں ناممکن تھا۔ کیا اسی زبردست خدا نے نہیں۔ جس نے ۲۰ مئی ۱۹۰۵ء کو پورے پچیس سال پہلے بانی سلسلہ احمدیہ کے الہام میں نادر کا نام نادر شاہ رکھا تھا۔ کیا اس زبردست نشان کو دیکھتے ہوئے بھی تم انکار کرتے چلے جاؤ گے۔ کیا اب بھی تم خدا کے امور کو قبول نہیں کرو گے۔ کیا اب بھی تم اپنے پیدا کرنے والے سے صلح نہیں کرو گے۔ اور دہریت اور انکار کے گڑھوں میں گرے رہو گے۔ اگر ایسے زبردست نشان میں بھی جن کے ناممکن ہونے کا دشمن بھی اقرار کرتا ہے۔ تمہارے سمجھانے کے لئے کافی نہیں۔ اگر نہیں۔ تو بتاؤ۔ کہ تم خدا سے کس معاملہ کی امید کرتے ہو۔

نادر شاہ کی وفات پر حسرت و اندوہ کا اظہار

۹۔ افغانستان جیسے ملک میں بادشاہ بننے کے بعد بھی کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔ لوگ جلد جوش میں آجاتے ہیں۔ اور محبت دشمنی سے بدل جاتی ہے۔ بالکل تعجب نہ ہوتا۔ اگر نادر شاہ بادشاہ ہونے کے بعد ملک میں بدنام ہو جاتے۔ یا ملک میں امن قائم کرنے کے قابل ثابت نہ ہوتے۔ اور تفرقہ اور فساد بڑھ جاتا۔ لیکن "آہ نادر شاہ کہاں گیا" کے الفاظ بتلاتے تھے۔ کہ ان کی موت کے وقت لوگ ان کے کام کی قدر کرنے لگ جائیں گے۔ اور ان کی موت پر حسرت و اندوہ کا اظہار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کریں گے۔ یہ خود ایک نشان ہے۔ کیونکہ پچیس سال پہلے ایک معمولی آدمی کے بادشاہ ہونے کی پیشگوئی کرنا خود ایک بڑا نشان ہے۔ لیکن ساتھ یہ بتا دینا۔ کہ باوجود اس کے کہ وہ قدیم شاہی خاندان کو علیحدہ کر کے تخت پر بیٹھے گا۔ اور ایسے ملک میں حکومت کریگا۔ جہاں کے لوگ اصلاح کے نام سے دور بھاگتے ہیں۔ وہ مفید کام کرتے ہوئے لوگوں میں قبولیت پیدا کرتا چلا جائے گا۔ اور لوگ اس کی موت پر دل سے حسرت کرینگے۔ ایک ایسا نشان ہے۔ کہ جس کی عظمت کا کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔

یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ حصّہ الہام کا دو دفعہ پورا ہوا ہے۔ پہلی دفعہ جب امیر امان اللہ خان کے وقت میں بچہ سقہ نے بغاوت کی۔ اور امیر نے اور امراء نے اور عوام نے اس وقت خواہش کی۔ کہ کاش نادر خان ہوتے۔ تو ملک کو سنبھالتے۔ گو اس وقت نادر خاں نادر شاہ نہ تھے۔ لیکن کبھی آئندہ نام سے بھی کسی کو وقت سے پہلے یاد کر لیا جاتا ہے جیسے قرآن کریم ہے۔ ہم نے لوگوں کو فلک المشحون میں چڑھایا۔ حالانکہ مشحون کے معنے بھری ہوئی کے ہیں۔ محققین لکھتے ہیں۔ کہ اس جگہ مراد یہ ہے۔ کہ کشتی جو لوگوں کے بیٹھنے سے بھرنے والی تھی۔ چونکہ بتانا یہ ہے۔ کہ کشتی آدمیوں کی کثرت یا کشتی کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے بھر گئی۔ بجائے اس مضمون کو الگ بیان کرنے کے یہی کہدیا۔ کہ ہم نے ان کو بھری ہوئی کشتی میں جگہ دی۔ حالانکہ جگہ دیتے ہوئے وہ بھری ہوئی نہ تھی۔ اسی طرح یہاں ہوا۔ کہ گو اس وقت نادر خاں بادشاہ نہ تھے۔ لیکن چونکہ خدا تعالیٰ بتانا چاہتا تھا۔ کہ اس وقت ان کو کامیاب کر کے بادشاہ بنا دیا جائے گا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو نادر شاہ کے نام سے ہی پکارا۔ اور اس طرح ایک مختصر فقرہ میں وسیع مضمون ادا کر دیا۔

لیکن دوسرے حصّے کے اب پورے ہوئے ہیں۔ جبکہ نادر شاہ لوگوں میں نادر شاہ کے نام سے مشہور ہو کر اور ان کی محبت کو جذب کر کے ایک دشمن ملک کے ہاتھوں سے قتل ہوئے ہیں۔ اور سارا ملک بزبانِ حال چلا رہا ہے۔ کہ "آہ نادر شاہ کہاں گیا"

اچانک حادثہ سے وفات کی خبر

۱۰۔ اس الہام میں یہ بات بھی بتائی گئی تھی۔ کہ نادر شاہ صاحب کی وفات کسی اچانک حادثہ سے ہوگی۔ کیونکہ "آہ نادر شاہ کہاں گیا" کے الفاظ میں نہ صرف افسوس بلکہ حیرت بھی پائی جاتی ہے۔ اور حیرت ہمیشہ بے وقت یا غیر مترقب امر کے متعلق ہوا کرتی ہے۔ پس ان الفاظ سے ثابت ہے۔ کہ الہام میں یہ بتایا گیا تھا۔ کہ نادر شاہ معمولی طریق پر دنیا سے رخصت نہ ہوں گے۔ بلکہ ان کا دنیا سے جانا غیر معمولی واقعہ کے طور پر ہوگا۔ اور ایسے موقعہ پر ہوگا۔ جب کہ لوگوں کو اس کی امید نہ ہوگی۔

نادر شاہ صاحب کے قتل کے جو واقعات اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں۔ ان سے صاف ظاہر ہے۔ کہ اس پیشگوئی کا یہ حصّہ بھی لفظاً لفظاً پورا ہوا۔ کہا جاتا ہے۔ کہ نادر شاہ صاحب ایک فٹ بال میچ کے نتیجہ میں تقسیم انعام کرنے کے لئے اپنے باغ دلکشا نامی میں تشریف لائے اور سینکڑوں لوگوں کے مجمع میں جس میں طالب علم اساتذہ اور امراء سلطنت وغیرہ تھے۔ چند طالب علموں سے گفتگو کر رہے تھے۔ کہ انہی طالب علموں میں سے کہ جن کی ہمت بڑھانے کے لئے وہ آئے تھے ایک نے ان پر ایک گز کے فاصلہ پر سے متواتر تین فائر کر دیئے۔ اور یکدم وہ مجمع طرب بزم عزا بن گیا اس واقعہ کی سرعت اور اس کی سخت حیرت کا موجب ہونا اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تین فائر یکے بعد دیگرے ہو گئے۔ اور لوگ شاہ کے بچانے کی کوشش نہ کر سکے۔ جرنیل محمود خان وزیر حرب اور شاہ کے بھائی اس وقت موجود تھے۔ اور اس طرح اچانک کچھ کا کچھ ہو جانے کا ان پر اس قدر اثر ہوا۔ کہ اخبارات میں لکھا ہے۔ کہ وہ غش کھا کر گر گئے۔ لوگ گھبرا کر بازاروں کی طرف دوڑ پڑے اور پکارنے لگے۔ کہ شاہ فوت ہو گئے ہیں۔ شاہ فوت ہو گئے ہیں۔ یہ سب امور بتاتے ہیں۔ کہ پیشگوئی کے عین مطابق نادر شاہ صاحب کا واقعہ اس حیرت انگیز طریق سے ہوا۔ کہ لوگ اپنے حواس کھو بیٹھے۔

نادر شاہ کی افغانستان کو اشد ضرورت

۱۱۔ اس پیشگوئی سے یہ بات بھی معلوم ہوتی تھی۔ کہ جس وقت نادر شاہ صاحب کی وفات ہوگی۔ اس وقت ملک کو ان کی اشد ضرورت ہوگی۔ واقعات سے یہ امر بھی ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ بڑا ثبوت اس امر کا یہ ہے۔ کہ شاہ موصوف کی وفات سے چند دن پہلے ڈاکٹر محمد اقبال صاحب افغانستان سے واپس آئے۔ تو انہوں نے اخبارات میں یہ امر شائع کرایا۔ کہ اگر دس سال بھی نادر شاہ صاحب کو اور مل گئے۔ تو افغانستان کی حالت درست ہو جائے گی۔ اور وہ ترقی کی چوٹی پر پہنچ جائے گا۔ اس اعلان کے دوسرے دن وہ مارے گئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سب واقف لوگ اس امر کو محسوس کرتے تھے کہ نادر شاہ صاحب کی زندگی کے مطابق اللہ تعالیٰ کے منشاء کا یہ منشاء نہ تھا۔ کہ وہ اس وقت تک زندہ رہتے۔

پیشگوئی کے دو پہلو

ممکن ہے۔ کہ بعض دشمن یہ اعتراض کریں کہ جب نادر شاہ صاحب خوست پر حملہ کر رہے تھے۔ اس وقت کہا جاتا تھا۔ کہ "آہ نادر شاہ کہاں گیا" سے یہ مراد ہے۔ کہ اس فساد کو دور کرنے کے لئے نادر شاہ کی ضرورت لوگوں نے محسوس کی ہے۔ اور اب ان کی وفات پر اسے چسپاں کیا جاتا ہے۔ سو واضح رہے کہ یہ الہام دونوں دفعہ پورا ہوا ہے۔ اس وقت بھی کہ جب امان اللہ خان کے بھاگنے کے موقعہ پر لوگوں کو جرنیل نادر خان کی ضرورت محسوس ہوئی تھی۔ اور اب بھی کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ماتحت وہ ایک بے وقوف نوجوان کے ہاتھوں مارے گئے ہیں۔ اور یہ اب کا خیال نہیں۔ بلکہ جماعت احمدیہ میں یہ خیال اسی وقت سے پیدا ہے۔ جب خوست کے میدان میں اللہ تعالیٰ نے نادر شاہ صاحب کو فتح دی۔ چنانچہ اسی وقت میرے کہنے کے مطابق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس پیشگوئی پر ایک مضمون مولوی شیر علی صاحب نے لکھا تھا۔ جو ۳ر جنوری ۱۹۳۰ء کے "الفضل" میں شائع ہو چکا ہے۔ اس میں اس امر کا اظہار کرنے کے بعد کہ یہ پیشگوئی امان اللہ خان کے شکست کھانے سے اور لوگوں میں جرنیل نادر خان کی واپسی کی خواہش سے اور نادر خان کے نادر شاہ بن جانے سے پوری ہو گئی مولوی صاحب نے تحریر کیا تھا۔ کہ اس پیشگوئی کے دو مفہوم ہیں۔ ایک تو وہ جو بغاوت افغانستان کے وقت نادر خان کے باہر ہونے اور لوگوں میں اُن کے بلانے کی خواہش پیدا ہونے اور پھر ان کے ملک میں واپس آکر فتح پانے اور بادشاہ ہو جانے سے پورا ہوا۔ اور ایک دوسرا مفہوم ہے۔ اس دوسرے مفہوم کے متعلق وہ لکھتے ہیں۔

"دوسرے مفہوم میں ایک ایسا خیال جھلک رہا ہے کہ موسوم کو کوئی خطرناک مصیبت پیش آئے گی۔ اور اس کے نقصان پر بہت رنج و غم محسوس کیا جائیگا"

(الفضل ۳ر جنوری ۱۹۳۰ء صفحہ ۱ کالم اوّل)

اس تحریر سے ظاہر ہے۔ کہ احمدی جماعت شروع سے اس امر کی قائل تھی۔ کہ اس پیشگوئی کے دو پہلو ہیں۔ اور غالب ہے۔ کہ وہ دونو پہلو ہی پورے ہوں۔ کیونکہ سنت اللہ یہ بھی ہے۔ کہ بعض دفعہ الہام کے کئی پہلو ہوتے ہیں۔ اور وہ سب ہی پورے ہو جاتے ہیں۔

خلاصہ بیان

خلاصہ یہ کہ اللہ تعالےٰ نے افغانستان کے متعلق ۳ر مئی ۱۹۰۵ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر دو وحیوں کے ذریعہ سے کچھ اخبار غیبیہ ظاہر کیں۔ جن میں ایک طرف تو بچہ سقہ کی قلیل جماعت کے ساتھ امان اللہ خان پر فتح کا ذکر تھا۔ اور پھر اس کے بعد یہ اطلاع تھی۔ کہ نادر خاں اس وقت کہیں باہر ہونگے۔ ملک ان کی خواہش کرے گا۔ وہ واپس آکر دشمن پر فتح پائیں گے۔ اور بادشاہ ہو جائیں گے۔ ان کا نام نادر خاں سے نادر شاہ ہو جائیگا۔ اس کے بعد پھر وہ ایک حادثہ عظیمہ کا شکار ہوں گے۔ اور اچانک ان کی موت واقعہ ہو گی۔ اور لوگ سخت ماتم اور غم میں مبتلا ہونگے۔ اور ان کی موت کو ملک کا بہت بڑا نقصان سمجھا جائے گا۔ یہ پیشگوئی اس وقت کی گئی تھی۔ جبکہ نادر ابھی ایک ناتجربہ کار نوجوان تھے۔ اور ان کے لئے اعلیٰ عہدہ پر پہنچنے کا کوئی بھی امکان نہ تھا۔

خدا تعالیٰ کا خالص غیب

اب اے لوگو جو تلاش حق رکھتے ہو۔ اور جن کو دنیا کی محبت نے عقبیٰ کی یاد بالکل ہی فراموش نہیں کرا دی۔ میں آپ لوگوں سے پوچھتا ہوں۔ کہ کیا اس قدر عظیم الشان اخبار پچیس اور تیس سال پہلے ایسے حالات میں بتا دینا کسی انسان کا کام ہو سکتا ہے۔ اگر انسان بھی ایسا کر سکتا ہو۔ تو خدا کے رسولوں کی سچائی کا ثبوت ہی کیا ہو۔ اور خدا تعالےٰ کے کلام کی عزت ہی کیا رہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ علم الغیب فلا یظہر علیٰ غیبہ احدًا الا من ارتضیٰ من رسول۔ خدا تعالیٰ اپنے غیب کو سوائے رسولوں کے کسی پر ظاہر نہیں کرتا۔ اب اگر ایک مفتری اور نعوذ باللہ شیطان سے تعلق رکھنے والا شخص اس قدر عرصہ پہلے اس قدر لمبا سلسلہ غیبی امور کا بتا سکتا ہے۔ تو بتاؤ۔ قرآن کریم کی سچائی کا کیا ثبوت رہ جائے گا۔ حکومتوں کا تغیر معمولی بات نہیں۔ اور پھر پرانے خاندانوں کی حکومت کا خصوصاً ایشیائی ممالک میں بدل جانا اور بھی عجیب بات ہے اور اگر حکومت بدلے بھی تو کون کہہ سکتا ہے۔ کہ وہ فلاں شخص کے پاس جائیگی۔ اس شخص کی اس قدر لمبی عمر کا ضامن ہی کون ہو سکتا ہے۔ کہ اس کی قوتیں اس وقت تک اس کا ساتھ دیں گی۔ اور وہ اس موقعہ پر عملی طور پر کوئی حصہ لے سکے گا۔ اور پھر یہ کہ وہ کامیاب بھی ہو جائے گا۔ اور پھر کامیابی کے بعد اس اس طرح اس کی موت واقعہ ہو گی۔ اور ملک کی حالت اس کے بعد اس اس طرح ہو گی۔ بخدا یہ خالص غیب ہے۔ جس کا بیان کرنا خدا تعالیٰ کے سوا کسی کے لئے ممکن نہیں۔ پس خدا تعالیٰ کے نشانات سے انکار نہ کرو۔ کہ یہ راہ نہایت خطرناک ہے۔ اے بھائیو جو خدا امان اللہ خان کو اس کے تخت سے ایک بچہ سقہ کے ذریعہ سے نکلوا سکتا ہے۔ اس کے غیب سے آپ کیونکر اپنے آپ کو مامون سمجھ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا کس قدر احسان ہے۔ کہ اس نے اسلام کو بچانے کے لئے آپ میں سے ہی ایک شخص کو مبعوث فرما دیا۔ جس نے اس دہریت کے زمانہ میں اسلام کو تازہ معجزات کے ذریعہ سے پھر زندہ کر دیا ہے۔ پس وہ جو تمہاری نجات کے لئے آیا ہے۔ اس سے دور مت بھاگو۔ اور وہ جو تمہارا دوست ہے۔ اس سے دشمنی نہ کرو کہ خدا تعالےٰ کی نعمتوں کی ناشکری اچھے پھل پیدا نہیں کرتی۔

کب تک انتظار کرو گے

دیکھو۔ سورج نصف النہار پر آگیا ہے۔ نشان پر نشان ظاہر ہو رہا ہے۔ آسمان اور زمین پے در پے اور چلا چلا کر مسیح موعود کی صداقت کی شہادت دے رہے ہیں۔ آخر تم کب تک انتظار کرتے رہو گے۔ کیا تم جانتے ہو۔ کہ موت کا وقت کب آئے گا۔ پس کیوں خوف نہیں کرتے۔ کہ کہیں انتظار ہی انتظار میں جان نکل جائے۔ سچ سچ کہو۔ کہ اگر تم کو خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین ہے تو مرنے کے بعد تم نے اس کے لئے کیا جواب سوچ رکھا ہے۔

آہ تم میں سے کئی ہیں۔ جو کہتے ہیں۔ کہ کیا خدا نے ہندوستان میں ظاہر ہونا تھا۔ اور وہ نہیں جانتے۔ کہ جب خدا عراق میں ابراہیم پر ظاہر ہوا تھا۔ تو اس وقت بھی لوگوں نے یہی کہا تھا۔ کہ کیا خدا نے عراق میں ہی ظاہر ہونا ہے۔ اور جب وہ سینا میں موسےٰ پر ظاہر ہوا تھا۔ تو اس وقت بھی لوگوں نے یہی کہا تھا۔ کہ کیا خدا نے بنی اسرائیل میں ہی ظاہر ہونا ہے اور جب وہ مسیح علیہ السلام پر ظاہر ہوا تھا۔ تو اس وقت بھی لوگوں کو یہی شبہ ہوا تھا۔ کہ کیا وہ ناصرہ جیسی حقیر بستی میں ہی ظاہر ہو سکتا تھا۔ اور پھر وہ جب عرب میں سید ولد آدم پر ظاہر ہوا۔ تو قرآن کو کھول کر پڑھو۔ اس وقت کے یہود نے بھی اس پر تعجب کیا تھا۔ کہ کیا اس نے عرب میں ہی ظاہر ہونا تھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بلکہ یہود تو یہود خود اہل عرب نے کہا تھا۔ کہ کیوں ہمارے بڑے شہروں میں سے کسی بڑے آدمی پر خدا ظاہر نہ ہوا۔ پس یہ وسوسہ نیا نہیں۔ اور نہ یہ وسوسہ نیا ہے۔ کہ خدا کا کلام پیچھے رہ گیا ہے۔ اس زمانہ کے لوگوں کو اس سے کوئی حصہ نہیں ملا۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت یوسفؑ کی قوم نے بھی ایسا ہی خیال ظاہر کیا تھا۔

پس خدا تعالےٰ کے صریح نشانات دیکھکر ان وسوسوں میں نہ پڑو۔ کہ لیس الخبر کالمعاینۃ۔ جب صداقت مسیح موعود علیہ السلام کثرت معجزات سے روز روشن کی طرح ثابت ہو چکی۔ تو محض وسوسوں اور شبہات پر کیوں ایمان کی ساعت کو پیچھے ڈالتے ہو۔ کہ ایمان کی ایک ساعت کفر کی زندگی سے زیادہ قیمتی ہے ؛

اپنے پیدا کرنیوالے کی آواز کو پہچانو

اے متلاشیان حق خواہ تم کسی ملک میں ہو۔ میں تم سے کہتا ہوں۔ کہ خدا کا نور آگیا۔ پس آنکھیں بند نہ کرو۔ اور عقلت کو ترک کردو۔ دیکھو تمہارا خدا زندہ خدا ہے۔ وہ جو کچھ پہلے کرتا تھا۔ اب بھی کرتا ہے۔ اور تازہ بتازہ نشانات سے اسلام کی زندگی اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات سرمدی کو ثابت کرتا ہے۔ تم کو کیا ہو گیا۔ کہ تم اپنے پیدا کرنے والے کی آواز کو نہیں پہچانتے۔ اور اپنے مالک کے جلوہ کو شناخت نہیں کر سکتے۔ کیا دل مر گئے ہیں۔ یا خدا تعالیٰ نے ہی کفر کی وجہ سے ان پر مہر لگا دی ہے۔ یاد رکھو خدا کا نور منہ کی پھونکوں سے نہیں بجھتا۔ جس درخت کو اللہ تعالیٰ نے لگایا۔ اسے کون کاٹ سکتا ہے۔ جو نام خدا نے لکھا۔ اسے کون مٹا سکتا ہے۔ جس قوم کو خدا نے بڑھانے کا فیصلہ کیا۔ اسے کون گھٹا سکتا ہے۔ پس خالق ارض وسما کے ارادہ سے مت ٹکراؤ۔ کہ سمندر کی لہر مضبوط پہاڑوں سے ٹکرا سکتی ہے۔ لیکن انسان خواہ کس قدر ہی طاقتور ہو۔ خدائے واحد کے ارادہ کی مخالفت نہیں کر سکتا۔

مسیح موعود کی جماعت کی ترقی

دیکھو ہر دن جو چڑھتا ہے۔ مسیح موعود کی جماعت کو بڑھا رہا ہے۔ باوجود سب لوگوں کی مخالفت کے یہ جماعت بڑھ رہی ہے۔ پھر تم کیوں اس امر کو چھپا کر رہا ہے۔ خوشی سے قبول نہیں کر لیتے۔ اور اس دن کی انتظار میں ہو۔ جب خدا تعالیٰ کی تلوار تمہاری گردنوں پر رکھی جائے۔ یاد رکھو۔ کہ ہمیشہ ہی خدا کے مامور ذلیل اور ان کی جماعتیں حقیر سمجھی گئی ہیں لیکن دنیا کی مخالفت نے ان کا کچھ نہیں بگاڑا۔ اور ذلیل ہی سب عزتوں کا سرچشمہ بنے۔ اور وہ حقیر ہی سب بڑائیوں کے وارث ہوئے۔ پس اٹھو اور اپنی اور اپنی اولادوں کی جانوں پر رحم کرتے ہوئے حق کو قبول کرو۔ کہ ایک ایک دن قیمتی اور ایک ایک ساعت انمول ہے۔ تمہارا خدا تم کو اپنا قرب بخشنے کے لئے بیتاب ہے۔ اس کی آغوش آج پھر اسی طرح تمہارے لئے کھلی ہے۔ جس طرح ابراہیمؑ اور موسےٰؑ اور مسیحؑ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کھلی تھی۔ اس نعمت کی قدر کرو۔ اور جو عزت کا مقام تمہارا رب تم کو بخشنا چاہتا ہے۔ اسے قبول کرو۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ؛ والسلام ؛

خاکسار

مرزا محمود احمد امام جماعت احمدیہ۔ قادیان

ضلع گورداسپور (۲۰ نومبر ۱۹۳۳ء)

(بقیہ مضمون صفحہ ۱۲)

لیکن تصویر میں باوا صاحب کے ساتھ بالا جی کی تصویر دی گئی ہے۔ اب کوئی سکھ صاحب بتائے۔ کہ یا تو یہ تصویر غلط ہے۔ جس میں بھائی بالا کو باوا صاحب کے ساتھ دکھایا گیا ہے۔ یا اوپر لکھا بیان غلط ہے۔ کہ صرف آپ کے ہمراہ مردانہ ہی تھا۔ بالا نہ تھا۔

نمبر ۲ کے متعلق گذارش ہے۔ کہ گورو صاحب کے زمانہ میں مدینے کا بادشاہ کوئی قارون حمی نامی شخص تھا۔ سو یہ بالکل غلط اور سفید جھوٹ ہے۔ کیا بھائی سیوا سنگھ یا ایڈیٹر امرت ثابت کر سکتا ہے۔ کہ اس نام کا کوئی بادشاہ مدینہ میں گذرا ہے۔

نمبر ۳ کے متعلق دریافت طلب بات یہ ہے۔ کہ اس عبارت میں آپ کو حاجی ظاہر کیا گیا ہے۔ اور آپ کا اسلامی لباس اور قرآن کی صفت کرنا یا تو مسلمان بن کر تھا یا مسلمانوں کو دھوکہ دینا مقصود تھا۔ ان دونوں صورتوں میں کون سی بات صحیح ہے۔

نمبر ۴ میں بتایا گیا ہے۔ کہ باوا صاحب مکے کی طرف پاؤں کر کے سوئے اور آپ کے پاؤں کے ساتھ مکہ کا منہ یعنی منہ پھرا۔ کیا کوئی سکھ اس بات پر روشنی ڈالیگا۔ کہ مکہ کی طرف پاؤں کرنے سے کیا مراد ہے کیونکہ مکہ ایک بڑا شہر ہے۔ اور مکہ کا منہ پھرنے سے مکہ کا دروازہ مراد ہی لیا جا سکتا ہے یا کچھ اور۔ کیونکہ ایک شخص لاہور جا کر لیٹ جائے۔ تو جس طرف وہ پاؤں کریگا۔ اسی طرف لاہور ہی ہوگا۔ کیا مکہ پھرنا ایسا ہی ہے یا مکہ کا منہ پھرنے سے کیا مراد ہے۔ اگر آپ مکہ سے مراد کعبہ شریف لیں تو یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ جنم ساکھی کے مصنف نے نیچے تصویر دی ہے۔ اور دکھا دیا ہے۔ کہ باوا صاحب کے پاؤں بیت اللہ کی طرف نہیں۔ بلکہ سر بیت اللہ کی طرف ہے۔ اور اگر باوا صاحب نے پاؤں دیدہ دانستہ بقول آپ کے مکہ کی طرف کئے۔ تو باوا صاحب کا یہ کہنا۔ کہ "ہم بھولے" کیا معنے رکھتا ہے۔ ایک طرف تو جان بوجھ کر پاؤں رکھنا۔ دوسری طرف اپنی بھول بتانا۔ کیا اس سے باوا صاحب کا جھوٹ ظاہر ہوتا ہے یا دھوکہ دینا یا یہ واقعہ ہی غلط ہے۔

نتیجہ:۔ چونکہ جنم ساکھی کا مصنف اس سفر میں آپ کے ہمراہ نہ تھا۔ جو باتیں اسلام کے مطابق ہیں۔ وہ اس نے باوا صاحب سے سن کر لکھی ہیں۔ جیسا کہ آپ کا حج کے لئے جانا۔ اسلامی لباس پہننا۔ قرآن شریف کو ہمراہ رکھنا بانگ دینا وغیرہ۔ اور جو باتیں اسلام کے مخالف ہیں۔ وہ بعد میں ملائی گئی ہیں۔ ورنہ دو نو متضاد تحریریں ایک انسان کی نہیں ہو سکتیں۔ آخر جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔ تحریف کرنے والوں نے اٹکل پچو سے ہی کام لیا۔ ناظرین یہ کعبہ پھرنے کی حقیقت ہے۔ انشاء اللہ باقی آئندہ پرچے میں اس مسئلہ پر روشنی ڈالی جائیگی۔

(خاکسار محمد حسین گیانی شیر سنگھ ایڈیٹر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خالصہ مشن

گورونانک صاحب کا مکّہ جانا

جنم ساکھی بالا کا بیان اور تصویر

گورونانک صاحب کا مکّہ معظمہ جانا اور پیر کر کے سونا اور ملّاں جیون کا آپ کے پاؤں گھمانا اور ساتھ ساتھ مکّہ کا پھرنا۔ اس طرح لکھا گیا ہے۔ کہ "تاں بابا نانک جی بولیا مردانیاں اساں اک دو سخن قاضی رکن الدین قاضی مکّے دے نال اتے اک دوئے نصیحتاں فاروں حمی پاتشاہ دینے دا ہے۔ اُس نال کرنیں ہین۔ مت خدائے دل آوے پر بہت ظالم ہے۔ جو کوئی اس دی بندوبچ آوندا ہے سو وچ ہی مردا ہے۔ تب بابا نانک جی مکّے دے نزدیک آئیکے حاجیاں کا بانا نیلا کیا۔ اور ہتھ وچ آسا لیا۔ اور ایک ہتھ وچ تسبیح لئی سر پر مصلّے پھر یا بگل وچ کتاب رکھی حاجی درویش ہو کر جائے مکّے دی جج حاضر بھئے۔ تب مکّے مسیت وچ بیٹھے۔ لگے سورہ کلام دی صفت کرن۔ گاؤن لگے۔ دن گذران کیا۔ اور رات کو اسی مسیت وچ بے ستے اتے مکے دل پیر کیتے۔ اتے سر اتر دی دل کیتا۔ جاں پہر ڈیڑھ رات رہی۔ تاں ملّاں جیون مسیت کا جھاڑو کش آیا۔ جھاڑو دین۔ تاں دیوا بال کر حاجی دھروں لگا دیکھن جاں دیکھے تاں ہور حاجی سبھو آپو اپنی منقاجی دل سُتے پئے ہین۔ اور کل جو نواں حاجی درویش آیا ہے۔ بے طرح قبلے دل لتاں کر سُتا ہے۔ تا جیون من وچہ غصّہ کھادا۔ جو اے مومن ہے یا منافق۔ جو خدائے دے گھر پیر کر سُتا ہے۔ تاں ملّاں جیون غصّہ کھائیکے بابے جی دے مگر وچ لت ماری۔ اکھن لگا۔ اُودے بندے خدائیدے توں کون ہیں۔ ہندو کہ مسلمان ہیں جو توں خدائیدے گھر دل پیر کر سُتا ہیں۔ تاں بابے اکھیا بھولا جی ملاں جی جیون جی بھولے ہاں اہیں تاں نہیں اساڈے پیر سدھے چا کرو۔ تاں ملّاں جیون بابے دیاں لتاں پکڑ کر فیر دتیاں۔ تاں نال مکّے دا مکھ پھیریا" (جنم ساکھی بالا صفحہ ۱۶۸)

اس بیان کے نیچے یہ تصویر بنائی ہوئی ہے۔ جو اسی صفحہ کے پہلے دو کالموں میں دکھائی گئی ہے۔

یہ ہے عبارت اور تصویر جو جنم ساکھی میں درج ہے۔ جس پر سکھ صاحبان کا ناز ہے۔ اور جس کے ضبط ہو جانے پر سکھوں کے مذہب میں مداخلت ہے۔ اس عبارت اور تصویر میں کئی ایک باتیں قابل غور ہیں (۱) کہ بھائی بالا آپ کے ہمراہ نہ تھا۔ صرف مردانہ ہی تھا۔ بقول بھائی سیوا سنگھ کہ جس کے کہنے پر آپ مکہ معظمہ گئے (۲) مدینے کا پاتشاہ فاروں حمی ہے۔ جس کو آپ نے نصیحت کرنی ہے (۳) آپ نے اسلامی اور حاجیوں جیسا لباس پہنا۔ اور حج کے لئے مکّہ پہنچے۔ اور قرآن کریم کی صفت کی (۴) مکّہ کی طرف پاؤں کئے۔ اور ملّاں جیون کے پاؤں گھمانے پر باوا جی پاؤں کے پیچھے مکّہ کا منہ پھرا۔ (۵) باوا جی کا ملّاں جیون کو جواب دینا۔ کہ ہم بھول کر پاؤں اس طرف کئے ہیں۔

نمبر اوّل کے متعلق عرض ہے۔ کہ باوا صاحب کے ہمراہ بھائی بالا نہ تھا۔ جیسا کہ اسی ساکھی سے ظاہر ہے۔ اور بابا منی سنگھ نے بھی لکھا ہے۔ کہ اس سفر میں بالا آپ کے ساتھ نہ تھا۔ اور بھائی گرداس نے بھی بالا کا کوئی ذکر نہیں کیا (باقی مضمون دیکھو صفحہ ۱۱ کالم ۳)

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں زیر نگرانی حکیم علی محمد صاحب نے چھپوا کر فاروق منزل قادیان سے شائع کیا)